ڈاکٹر محمد عمران *

جماعت احمدیہ میں مرزا بشیر احمد کی

کتب سیرت کا ناقدانہ جائزہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت مبارکہ کا ہر پہلو، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کا ہر گوشہ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت اور طرز عمل کا ہر ذرہ مکمل طور پر محفوظ رہا۔ ہزارہا لوگوں نے اس کو دیکھا، سیکڑوں نے اس کو قلم بند کیا، یاد کیا اور پھر ذمے داری اور دیانت داری کے ساتھ آئندہ آنے والی نسلوں تک منتقل کیا۔ آغاز اسلام سے لے کر آج تک تاریخ کے کسی دور میں ایسا دن نہیں گزرا کہ دنیائے اسلام کے کسی نہ کسی گوشے میں مسلمان سیرت اور سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے ذخائر سے استفادہ نہ کر رہے ہوں۔ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا مطالعہ ایک دینی ضرورت بھی ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ربانی ہے

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ (۱)

بیشک تمھارے لیے رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں بہترین (عملی) نمونہ ہے

خاتم النبیین آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پر نہ صرف مسلم بل کہ غیر مسلم حتیٰ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت میں نقب لگانے والوں نے بھی کام کیا ہے۔ انہیں نقب لگانے والوں میں سے ایک جماعت احمدیہ قادیانی بھی ہیں۔ جس کی بنیاد بانی جماعت احمدیہ مرزا غلام احمد قادیانی (۱۸۳۵ء۔ ۱۹۰۸ء) نے رکھی اور اپنے باطل عقائد و نظریات کے ذریعے بہت سے لوگوں کو گم راہ کیا۔ اور ان عقائد کی ترویج کے لیے خاتم النبیین آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کا بھی سہارا لیا گیا۔ جماعت احمدیہ کی طرف سے سیرت پر لکھی گئی کتب کی تعداد ایک سو اٹھہتر ہے۔ لیکن ان کتب سیرت کا بنیادی مصدر بانی جماعت احمدیہ کے بیٹے مرزا بشیر احمد کی کتب سیرت ہیں۔ مرزا بشیر احمد نے جماعت احمدیہ کے عقائد و نظریات و تحریفات کو مدنظر

---

* اسٹنٹ پروفیسر (شعبہ علوم اسلامیہ) اسلامیہ یونیورسٹی بہاول پور

۱۔ احزاب ۳۳:۲۱

رکھتے ہوئے سیرت پر دو کتب لکھیں، جو جماعت احمدیہ میں بنیادی مصادر کی حیثیت رکھتی ہیں۔ اس مضمون میں مرزا بشیر احمد کی ان کتب سیرت کا ناقدانہ جائزہ لیا گیا ہے۔

تعارف

مرزا بشیر احمد ۲۰ اپریل ۱۸۹۳ء کو مرزا غلام احمد کے ہاں قادیان میں پیدا ہوئے۔ آپ مرزا غلام احمد قادیانی کی اہلیہ نصرت جہاں بیگم سے ہونے والی پانچ اولادوں میں سے دوسری اولاد ہیں۔

آپ کی پیدائش کو مرزا غلام احمد نے اپنی نبوت کے نشانات میں سے ایک نشانی قرار دیا ہے۔[۲]

اور جماعتِ احمدیہ میں آپ قمر الانبیاء (یعنی نبیوں کا چاند) کے خطاب سے مشہور ہیں۔ آپ کو یہ خطاب اپنے والد مرزا غلام احمد قادیانی کی طرف سے ملا۔

جماعتِ احمدیہ میں آپ ایک عظیم محقق اور سیرت نگار کے طور پر جانے جاتے ہیں۔

تالیفات مرزا بشیر احمد

مرزا بشیر احمد کی جماعتِ احمدیہ کے لیے خدمات محض انتظامی میدان تک محدود نہ تھیں بل کہ آپ جماعت احمدیہ میں ایک بلند پایہ محقق و مصنف بھی مانے جاتے ہیں۔ آپ کی تصانیف کا تذکرہ کرتے ہوئے ڈاکٹر مرزا سلطان احمد "سلسلہ احمدیہ" میں لکھتے ہیں

آپ نے بتیس تصانیف تحریر فرمائیں"[۳]

جب کہ اخبار "الفضل" کے مطابق "علمی اور تحقیقی مضامین الفضل" کے علاوہ آپ نے تقریباً ۲۴ کے قریب کتب و رسائل اپنے پیچھے چھوڑے ہیں۔[۴]

مرزا بشیر احمد کی کتب کے نام درج ذیل ہیں

سیرۃ المہدی (دو جلدوں میں ہے)

سلسلہ احمدیہ

الحجۃ البالغۃ (مطبوعہ ۱۹۷۱ء)

۲۔ روزنامہ الفضل، صد سالہ جوبلی۔ ۲۰۱۳ء: ص ۱۲۳۔

۳۔ سلطان احمد، مرزا ڈاکٹر، سلسلہ احمدیہ: ج ۲، ص ۵۹۵۔

۴۔ روزنامہ الفضل، صد سالہ جوبلی۔ ۲۰۱۳ء: ص ۱۲۳

تبلیغ ہدایت (مطبوعہ ۱۹۲۷ء)

ہمارا خدا (مطبوعہ ۱۹۲۷ء)

کلمۃ الفصل (مطبوعہ ۱۹۱۵ء)

ختم نبوت کی حقیقت (مطبوعہ ۱۹۵۳ء)

سیرت خاتم النبیین (تین جلدوں میں ہے)

چالیس جواہر پارے (مطبوعہ ۱۹۵۰ء)

تصدیق المسیح (مطبوعہ ۱۹۱۷ء)

ایک اور تازہ نشان (مطبوعہ ۱۹۳۴ء)

امتحان پاس کرنے کے گر (مطبوعہ ۱۹۳۴ء)

مسئلہ جنازہ کی حقیقت (مطبوعہ ۱۹۴۱ء)

قادیان کا خونی روزنامچہ (مطبوعہ ۱۰۸۴ء)

اشتراکیت اور اسلام

اسلامی خلافت کا نظریہ (مطبوعہ ۱۹۵۱ء)

اچھی مائیں

جماعتی تربیت اور اس کے اصول

روحانیت کے دو زبردست ستون (مطبوعہ ۱۹۵۶ء)

احمدیت کا مستقبل

قرآن کا اول و آخر (مطبوعہ ۱۹۵۷ء)

نیا سال اور ہماری ذمہ داریاں (مطبوعہ ۱۹۵۸ء)

سیرت طیبہ (مطبوعہ ۱۹۶۰ء)

تربیتی مضامین (مطبوعہ ۱۹۶۰ء)

سیرت خاتم النبیین کا تعارف

نام کتاب: سیرت خاتم النبیین

مصنف: مرزا بشیر احمد، ایم اے

جلدیں: تین

صفحات: ۹۰۲

سن اشاعت: ۱۹۲۰ء، ۱۹۳۱ء، ۱۹۴۹ء

جلد اول

اس کتاب کی پہلی جلد ۲۴۴ صفحات پر مشتمل ہے، جس میں کچھ ابتدائی امور، جغرافیہ عرب، بعثتِ نبوی کے وقت قبائلِ عرب کی تقسیم اور ان کی مذہبی، تمدنی، اور سیاسی حالت، تاریخِ کعبہ و مکہ، تاریخِ قریش، آں حضرت ﷺ کے قبیلے کے حالات، آپ ﷺ کے حالاتِ زندگی پیدائش تا بعثت، دعوی نبوت واشاعت اسلام اور بعد از بعثت تا ہجرت آپ ﷺ کے حالات زندگی تحریر کیے گئے ہیں۔ اور یہ حصہ ۱۳۳۹ھ مطابق ۱۹۲۰ء میں شائع ہوا۔

جلد دوم

جلد دوم ص ۲۴۵ سے ص ۶۵۸ تک ہے، اس میں آں حضرت ﷺ کی مدنی زندگی کے حالات اور اس زمانے کی اسلامی تاریخ کے واقعات مثلاً مدینے کا ابتدائی قیام و حکومتِ اسلامی کی بنیاد، جہاد کا آغاز، غزوۂ بدر، تعدد ازدواج، اور غزوۂ احزاب اور ان سے متعلق واقعات ذکر کیے گئے ہیں۔ اور یہ حصہ ۱۳۵۰ھ مطابق ۱۹۳۱ء میں منظرِ عام پر آیا۔

جلد سوم

جلد سوم کا آغاز ص ۶۵۹ سے ہوتا ہے اور اختتام ص ۹۰۲ پر ہوتا ہے۔ اس جلد میں مدنی زندگی کے دوسرے دور کا آغاز، تبلیغِ اسلام کا زریں دور، اور آپ ﷺ کی سیرت بیان کی گئی ہے۔ اس حصے کی اشاعت ۱۳۶۹ھ مطابق ۱۹۴۹ء میں ہوئی۔

کتاب کی تحریر کا مقصد

مرزابشیر احمد اس کتاب کے مقدمے میں سیرت خاتم النبیین کی تحریر کا مقصد بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

اس کتاب کی تصنیف سے میری یہ غرض ہے کہ مسلمان نوجوانوں کو جو عموماً آں حضرت ﷺ کی حالاتِ زندگی اور ابتدائی اسلامی تاریخ سے بالکل بے خبر ہیں، مختصر طور پر عام فہم اور سادہ مگر دلچسپ پیرایہ میں صحیح حالات سے واقف کیا جاوے، اور نیز یہ بھی کہ تاکہ اس ذریعے سے خدا چاہے تو میرے لیے سعادتِ اخروی کا سامان پیدا ہو[(۵)]

سیرت خاتم النبیین کا منہج

مرزا بشیر احمد نے اپنی کتاب "سیرت خاتم النبیین" میں کلامی اسلوب کو اپنایا ہے۔ اگرچہ اس کتاب میں مکمل طور پر علم الکلام کے اصولوں کو مد نظر نہیں رکھا گیا، تاہم کئی مقامات پر علم الکلام کی جھلک نظر آتی ہے۔

الغرض اس میں تمام واقعات کی صحت کا مدار سب سے اول قرآن مجید دوسرے نمبر پر صحاح ستہ اور کتب تاریخ میں ابتدائی مؤرخین کی کتب جن میں سیرۃ ابن ہشام جو سیرۃ ابن اسحاق سے ماخوذ ہے، طبقات ابن سعد، طبری اور واقدی پر ہے۔

سیرت خاتم النبیین کا تنقیدی و تجزیاتی مطالعہ

مرزا بشیر احمد نے بہ حیثیت مؤرخ و سیرت نگار "سیرت خاتم النبیین" میں کچھ سنگین غلطیوں کا ارتکاب کیا ہے۔ تاریخ و سیرت میں تحریف سے کام لیتے ہوئے واقعات سے غلط استشہاد کرتے ہیں۔ مثلاً مستشرقین کے اعتراضات کے جواب میں لکھتے ہیں:

یہ ایک بین حقیقت ہے کہ حضرت مسیح کی خدائیت اور عیسائی مذہب کے دوسرے عقائد کو اسلام نے نہایت سختی سے رد کیا ہے اور حضرت مسیح کو ایک انسانی رسول سے زیادہ حیثیت نہیں دی جو اپنی زندگی کے دن گزار کر دوسرے رسولوں کی طرح وفات پا گئے۔[(۶)]

مرزا بشیر احمد کا یہ وفات عیسیٰ کا عقیدہ قرآن و حدیث کے خلاف ہے۔

امت مسلمہ کے بنیادی عقائد میں سے ایک عقیدہ یہ بھی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نہ تو قتل کیا گیا، نہ ہی سولی چڑھائے گئے اور نہ ہی آپ کو طبعی موت آئی ہے بل کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں جسد عنصری کے ساتھ زندہ حالت میں آسمانوں کی طرف اٹھالیا تھا۔ وہ چوتھے آسمان پر اسی حالت و کیفیت میں موجود

۵۔ بشیر احمد، مرزا، سیرت خاتم النبیین، عرض حال (نظارت واشاعت، قادیان)

۶۔ ایضاً: ج ۱، ص ۱۰۱

ہیں۔ اور قبل از قیامت مشیت الٰہی سے آپ زمین پر ایک عادل حکم ران کی حیثیت سے نازل ہوں گے۔

قرآن مجید میں اللہ فرماتا ہے

وَقَوْلِهِمْ إِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيحَ عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُولَ اللَّهِ وَمَا قَتَلُوهُ وَمَا صَلَبُوهُ وَلَٰكِن شُبِّهَ لَهُمْ ۚ وَإِنَّ الَّذِينَ اخْتَلَفُوا فِيهِ لَفِي شَكٍّ مِّنْهُ ۚ مَا لَهُم بِهِ مِنْ عِلْمٍ إِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ ۚ وَمَا قَتَلُوهُ يَقِينًا بَل رَّفَعَهُ اللَّهُ إِلَيْهِ ۚ وَكَانَ اللَّهُ عَزِيزًا حَكِيمًا ۝ (۷)

اور یہ کہنا کہ ہم نے اللہ کے رسول مسیح عیسیٰ ابن مریم کو قتل کر دیا تھا، حالاں کہ نہ انہوں نے عیسیٰ کو قتل کیا تھا، نہ انہیں سولی دے پائے تھے انہیں اشتباہ ہو گیا تھا۔ اور حقیقت یہ ہے کہ جن لوگوں نے اس بارے میں اختلاف کیا ہے، وہ اس سلسلے میں شک کا شکار ہیں، انہیں گمان کے پیچھے چلنے کے سوا اس بات کا کوئی علم نہیں ہے، اور یہ بات بالکل یقینی ہے کہ وہ عیسیٰ کو قتل نہیں کر پائے۔ اللہ نے انہیں اپنے پاس اٹھا لیا تھا، اور اللہ بڑا صاحب اقتدار، بڑا حکمت والا ہے۔

آیت سے دو باتیں بالکل واضح ہیں۔ پہلی بات آیت میں وَمَا قَتَلُوهُ یقینا کے الفاظ سے ان کے قتل/موت کی مطلق نفی کی گئی ہے۔ دوسری قتل سے بچانے کا انتظام یہ کیا گیا کہ:

بل رفعه الله اليه

اللہ نے اٹھالیا اس کو اپنی طرف۔ یہاں ''بل'' کے بعد یہ صیغہ ماضی ''رفعہ'' کو لانے میں اس طرف اشارہ ہے کہ تمھارے قتل و صلب سے پہلے ہی ان کو ہم نے اپنی طرف اٹھا لیا تھا۔

اس ساری تفصیل سے یہ واضح ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق مرزا بشیر احمد کے عقیدے کو قرآن غلط قرار دے رہا ہے۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام یہودیوں کے ہاتھوں مقتول نہیں ہوئے اور نہ آپ کو طبعی موت آئی اللہ نے آپ کو آسمانوں پر اٹھا لیا۔

۷۔ النساء ۴: ۱۵۷۔۱۵۹

واقعہ شق القمر

مرزا بشیر احمد واقعہ شق القمر کو بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

غالباً ابھی آپ ﷺ شعبِ ابی طالب ہی میں تھے کہ شق القمر کا مشہور معجزہ ظاہر ہوا۔ یعنی بعض کفارِ مکہ نے آں حضرت ﷺ سے کوئی معجزہ طلب کیا تو آپ ﷺ نے انھیں چاند کے دو ٹکڑے ہو جانے کا معجزہ دکھایا۔ اس واقعے کا قرآن شریف میں اس طرح ذکر ہے۔ (۸)

اقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ۔ وَإِنْ يَرَوْا آيَةً يُعْرِضُوا وَيَقُولُوا سِحْرٌ مُسْتَمِرٌّ وَكَذَّبُوا وَاتَّبَعُوا أَهْوَاءَهُمْ وَكُلُّ أَمْرٍ مُسْتَقِرٌّ۔ وَلَقَدْ جَاءَهُمْ مِنَ الأَنْبَاءِ مَا فِيهِ مُزْدَجَرٌ (۹)

قیامت کی گھڑی قریب آگئی اور چاند پھٹ گیا مگر ان لوگوں کا حال یہ ہے کہ خواہ کوئی نشانی دیکھ لیں منہ موڑ جاتے ہیں اور کہتے ہیں یہ تو چلتا ہوا جادو ہے۔ انھوں نے اس کو بھی جھٹلا دیا اور اپنی خواہشاتِ نفس ہی کی پیروی کی۔ ہر معاملے کو آخر کار ایک انجام پر پہنچ کر رہنا ہے۔

قرآن مجید کی آیات مع ترجمہ بیان کرنے کے بعد مرزا بشیر احمد نے دو احادیث نبویہ ﷺ بہ حوالہ بخاری و مسلم بھی تحریر کی ہیں، جو کہ درج ذیل ہیں۔

۱۔ان اهل مكة سالوا رسول الله ﷺ ان يريهم اية فاراهم القمر شقتين حتى راوحرا بينهما

کفار مکہ نے آپ ﷺ سے کوئی معجزہ طلب کیا جس پر آپ ﷺ نے انھیں چاند کو دو ٹکڑوں میں دکھایا۔ حتیٰ کہ انہیں چاند کا ایک ٹکڑا حرا پہاڑی کے ایک طرف نظر آتا تھا اور دوسرا دوسری طرف

۲۔انشق القمر و نحن مع النبی ﷺ بمنیٰ فقال اشهدوا فرقة فوق الجبل وفرقة دونه

۸۔ سیرت خاتم النبیین: ج۱، ص ۱۶۸۔
۹۔ القمر ۵۴: ۱۔۴

ہم آں حضرت ﷺ کے ساتھ منیٰ میں تھے کہ چاند دو ٹکڑے ہو گیا، جس پر آں حضرت ﷺ نے فرمایا دیکھو اور گواہ رہو۔ ایک ٹکڑا پہاڑی کے اوپر کی جانب تھا اور دوسرا نیچے کی طرف (۱۰)

اس کے بعد مرزا بشیر احمد آیات واحادیث سے نتیجہ اخذ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

بہ ہر حال ہمارے نزدیک اصل حقیقت یہی ہے کہ چاند حقیقتاً دو ٹکڑے نہیں ہوا تھا بل کہ صرف دیکھنے والوں کو دو ٹکڑوں میں نظر آیا تھا اور اگر غور کیا جاوے تو حدیث کے الفاظ بھی اسی طرف اشارہ کرتے ہیں کہ یہ ایک تصرفِ الٰہی تھا، جو دیکھنے والوں کی نظروں پر کیا گیا۔ (۱۱)

آپ مزید اس معجزے کی غرض وغایت بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں

گویا کفارِ مکہ کو چاند کے دو ٹکڑے ہو جانے کا معجزہ دکھانے میں یہ اشارہ تھا کہ اب تمھاری حکومت کا خاتمہ ہونے والا ہے۔ اور اس کی جگہ اسلامی حکومت قائم ہوگی۔ گویا جب کفارِ قریش نے آں حضرت ﷺ سے معجزہ طلب کیا تو خدا تعالیٰ نے ان کی نظروں میں چاند کو دو ٹکڑے کر کے زبانِ حال سے بتادیا کہ تم معجزہ مانگتے ہو اور یہاں تمھاری موت کی گھنٹی بج رہی ہے۔ (۱۲)

بخاری شریف کے کتاب التفسیر میں باب وانشق القمر وإن یروا آیۃ یعرضوا میں جو احادیث وارد ہوئی ہیں وہ درج ذیل ہیں

۱۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ، حَدَّثَنَا شَيْبَانُ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ "سَأَلَ أَهْلُ مَكَّةَ أَنْ يُرِيَهُمْ آيَةً، فَأَرَاهُمُ انْشِقَاقَ الْقَمَرِ (۱۳)

ہم سے عبداللہ بن محمد نے بیان کیا، کہا ہم سے یونس بن محمد نے بیان کیا، کہا ہم سے شیبان نے بیان کیا، ان سے قتادہ نے اور ان سے انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ مکے والوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے معجزہ دکھانے کو کہا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں چاند کے پھٹ جانے کا معجزہ دکھایا۔

۱۰۔ سیرت خاتم النبیین، ج۱: ص ۱۶۹

۱۱۔ ایضاً

۱۲۔ ایضاً

۱۳۔ محمد بن اسماعیل۔ الجامع الصحیح للبخاری۔ قدیمی کتب خانہ آرام باغ، کراچی: حدیث نمبر ۴۸۶۹، ج ۲، ص ۷۲۲۔

۲۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، أَخْبَرَنَا ابْنُ أَبِي نَجِيحٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ أَبِي مَعْمَرٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ، قَالَ انْشَقَّ الْقَمَرُ وَنَحْنُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَصَارَ فِرْقَتَيْنِ، فَقَالَ لَنَا "اشْهَدُوا اشْهَدُوا"[۱۴]

ہم سے علی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا، کہا ہم کو ابن ابی نجیح نے خبر دی، انہیں مجاہد نے، انہیں ابو معمر نے اور ان سے عبداللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ چاند پھٹ گیا تھا اور اس وقت ہم بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ چناں چہ اس کے دو ٹکڑے ہو گئے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے فرمایا کہ لوگو گواہ رہنا، گواہ رہنا۔)

مشہور مؤرخ و مفسر حافظ ابنِ کثیرؒ اس واقعہ پر یوں تبصرہ کرتے ہیں

وجعل الله له آية على صدق رسول الله فيما جاريه من الهدى و دين الحق حيث كان ذلک وقت اشارة الكريمة، قال الله تعالى فى محكم كتاب العزيز اقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ۔ وَإِنْ يَرَوْا آيَةً يُعْرِضُوا وَيَقُولُوا سِحْرٌ مُسْتَمِرٌّ وَكَذَّبُوا وَاتَّبَعُوا أَهْوَاءَهُمْ وَكُلُّ أَمْرٍ مُسْتَقِرٌّ۔ وقداجمع المسلمون على وقوع ذلک فى زمنه عليه الصلاة والسلام۔ وجاءت بذلک الاحاديث المتواترة من طرف متعددة تفيد القطع عند من احاط بها و نظر فيها[۱۵]

واقعہ معراج سے غلط استشہاد

مرزا بشیر احمد کے نزدیک اسرا اور معراج بالکل الگ اور مختلف اوقات میں پیش آنے والے واقعات ہیں اور ان دونوں کے مقاصد بھی الگ ہیں۔ اب اس جگہ مرزا بشیر احمد اپنا موقف ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں، اور جماعت احمدیہ کے عقیدۂ خاتم النبیین کو اس سے جوڑتے ہوئے ان دونوں واقعات کی تشریح میں لکھتے ہیں:

۱۴۔ ایضاً: حدیث نمبر ۴۸۶۴، ج ۲، ص ۷۲۱

۱۵۔ ابن کثیر، عمادالدین ابوالفداء اسماعیل بن عمر۔ البدایہ والنہایہ دار ابن کثیر، بیروت: ج ۳، ص ۱۱۸

ان روحانی سفروں کی علیحدہ علیحدہ غرض اور علیحدہ علیحدہ تشریح بھی ہے او جہاں تک ہم نے غور کیا ہے وہ یہ ہے کہ معراج تو زیادہ تر آں حضرت ﷺ کے روحانی کمالات کے اظہار کے لیے ہے اور اسرا آپ ﷺ کی ظاہری اور دنیاوی ترقی کو ظاہر کرنے کے واسطے ہے۔ اسی لیے جہاں معراج کے واسطے آسمان کو چنا گیا۔ اسرا کا آخری نقطہ زمین رکھی گئی ہے اس طرح جہاں معراج میں آپ ﷺ کا بغیر کسی سواری اور بغیر کسی ظاہری اور مادی واسطے کے اوپر اٹھایا جانا بیان ہوا ہے وہاں اسرا میں براق کی سواری کا واسطہ رکھا گیا ہے، تاکہ اس بات کی طرف اشارہ ہو کہ آپ ﷺ اور آپ ﷺ کے اتباع کی دنیوی اور ظاہری ترقی میں مادی اسباب کا بھی دخل ہوگا، جیسا کہ براق کی غیر معمولی رفتار میں اشارہ کیا گیا ہے۔ یہ مادی اسباب محض ایک پردہ کے طور پر ہوں گے اور اصل سبب وہ غیبی تائید ہوگی جو ہر قدم پر آپ ﷺ کے ساتھ رہے گی۔ معراج میں آپ ﷺ کا سب نبیوں سے آگے نکل جانا اس بات کی طرف اشارہ رکھتا ہے نہ صرف یہ کہ آپ ﷺ اپنے مقام اور مرتبے کے لحاظ سے سب سے بالا اور ارفع ہیں اور نہ صرف یہ کہ آپ ﷺ کی لائی ہوئی شریعت اپنے روحانی کمالات میں سب سے فائق و برتر ہے بل کہ آپ ﷺ کے فیضانِ روحانی میں وہ خصوصیت رکھی گئی ہے جو پہلے کسی بشر کو حاصل نہیں ہوئی یعنی آپ ﷺ کی سچی اور کامل پیروی انسان کو بلند ترین روحانی مدارج تک پہنچا سکتی ہے۔ اور کوئی روحانی مرتبہ ایسا نہیں ہے جہاں تک آپ ﷺ کی پیروی کی برکت سے انسان نہ پہنچ سکتا ہو۔ آپ ﷺ سے پہلے جتنے بھی نبی آئے وہ بے شک اپنے متبعین کے لیے سراسر رحمت و برکت بن کر آئے اور بے شک انھوں نے اپنے پیچھے چلنے والوں کے لیے خدائی انعامات کے دروازے کھولے، لیکن آپ ﷺ سے پہلے کوئی ایسا نبی نہیں گزرا جس کی پیروی انسان کو انتہائی کمالات تک پہنچانے کے لیے کافی ہو اور اسی لیے پہلی امتوں میں اللہ تعالیٰ کا یہ طریق تھا کہ جب کوئی شخص کسی نبی کی کامل پیروی کے نتیجے میں ترقی کر کے اس انتہائی روحانی حد تک پہنچ جاتا تھا جہاں تک یہ پیروی اسے لے جا سکتی تھی تو اس کے بعد اگر یہ شخص اپنی استعداد اور شوق اور کوشش کے لحاظ سے مزید روحانی ترقی کے قابل ہوتا تھا تو خدا تعالیٰ اسے براہِ راست موہبت اور انعام کے رنگ میں اوپر اٹھا لیتا تھا جس میں اس کے نبیِ متبوع کی پیروی کا کوئی دخل نہیں ہوتا تھا۔ لیکن آں حضرت ﷺ کا وہ اعلیٰ وارفع مقام ہے کہ انسان آپ ﷺ کی اتباع میں ہی جملہ قسم کے روحانی مقامات تک پہنچ سکتا ہے۔ اور یہی وہ خصوصیت ہے کہ جس کی طرف آپ ﷺ کی اس روحانی پرواز میں اشارہ کیا گیا ہے جو معراج کے سفر میں آپ ﷺ کو کرائی گئی۔ اور اسی حقیقت کی طرف قرآن شریف کی اس آیت میں اشارہ ہے کہ محمد ﷺ صرف ایک رسول ہی نہیں بل کہ خاتم النبیین بھی ہیں۔ جنکی مہرِ تصدیق سے انسان کو ہر قسم کے روحانی انعامات مل سکتے ہیں اور کوئی روحانی

مرتبہ آپ ﷺ کے اتباع کی رسائی سے باہر نہیں ہے۔[۱۶]

سفرِ معراج کا یہ بیان تاریخ طبری میں اس طرح مذکور ہے

ثم خرج الی سدرۃ المنتھی وھی سدرۃ نبق اعظمھا امثال الجرار، واصغرھا امثال البیض، فدنا ربک عز وجل فکان قاب قوسین او ادنی، فجعل یتغشی السدرۃ من دنو ربھا تبارک وتعالی، امثال الدر والیاقوت والزبرجد واللؤلو الوان فاوحی الی عبدہ، وفھمہ وعلمہ وفرض علیہ خمسین صلاۃ۔۔۔۔[۱۷]

تاریخ ابن خلدون میں واقعہ معراج واسرا یوں بیان ہوا ہے:

وقال ابن حزم ثم کان الاسرا الی بیت المقدس ثم الی السموات، ولقی من لقی من الانبیاء، ورای جنۃ الماوی و سدرۃ المنتھی فی السماء السادسۃ، وفرضت الصلاۃ فی تلک اللیلۃ۔[۱۸]

عبدالملک بن ہشام نے "سیرت ابن ہشام" میں اگرچہ اسرا اور معراج کے الگ الگ عنوانات تحریر کیے ہیں لیکن ان کو ایک ہی سفر کے دو حصے شمار کیا ہے۔ آپؒ "اسرا کا واقعہ" کے عنوان کے تحت لکھتے ہیں:

عن محمد بن اسحاق قال ثم اسری برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من المسجد الحرام الی المسجد الاقصی وھو بیت المقدس من ایلیاء[۱۹]۔

پھر آپؒ "معراج اور آسمانوں کی سیر" کے عنوان کے تحت لکھتے ہیں:

قال ابن اسحاق و حدثنی من لا اتھم عن ابی سعید الخدری قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول لما فرغت مما کان فی بیت المقدس، اتی بالمعراج، ولم ار شیئا قط احسن منہ، وھو الذی یمد الیہ میتکم عینیہ اذا حضر۔[۲۰]

ان بیانات سے واضح ہو سکتا ہے کہ جمہور اہل سیر و تاریخ اس واقعے کو کس عنوان سے بیان کرتے ہیں، اور ان کا بیان مرزا بشیر احمد کے بیان سے کس قدر مختلف ہے۔

۱۶۔ بشیر احمد، سیرت خاتم النبیین: ج۱، ص ۲۰۲۔۲۰۳

۱۷۔ الطبری، محمد بن جریر۔ تاریخ الرسل والملوک، دار التراث بیروت ط ۱۳۸۷ھ: ج۲، ص ۳۰۹

۱۸۔ ابن خلدون، عبدالرحمن۔ دیوان المبتداء والخبر فی تاریخ العرب والبربر و من عاصرھم من ذوی الشان الاکبر۔ دار الفکر، بیروت، ط ۲، ۱۴۰۸ھ: ج۲، ص ۴۱۶

۱۹۔ ابن ہشام، عبدالملک۔ السیرۃ النبویۃ۔ مصطفی البابی الحلبی مصر: ج۱، ص ۳۹۶

۲۰۔ ایضاً: ج۱، ص ۴۰

مرزا بشیر احمد کی کتاب ختمِ نبوت کا تعارف

نام کتاب ختمِ نبوت کی حقیقت (رسولِ پاک ﷺ کا عدیم المثال مقام)

مصنف: مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔اے

صفحات: ۱۴۴

طبع سوم: ۲۰۰۶

مطبع: فضل عمر پریس، قادیان

شائع کردہ: نظارتِ نشر واشاعت، قادیان

یہ کتاب دراصل ایک رسالہ ہے۔ جس میں مرزا بشیر احمد نے ختمِ نبوت، حضرت عیسیٰ علیہ السلام، امام مہدی اور خلافت کے بارے میں جماعتِ احمدیہ کے عقائد بیان کیے ہیں۔ اس کتاب کے ص نمبر ۳ پر اس کتاب کے لکھنے کی وجہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں

جو غلط فہمیاں اس زمانے میں جماعتِ احمدیہ کے متعلق پھیلائی گئی ہیں ان میں غالباً سب سے زیادہ شر انگیز غلط فہمی اس بہتان سے تعلق رکھتی ہے کہ نعوذ باللہ جماعتِ احمدیہ آں حضرت ﷺ کی ختمِ نبوت کی منکر ہے۔ اور اپنے سلسلہ کے بانی حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانِ مسیح موعود علیہ السلام کو ایسا نبی مانتی ہے جس سے حدیث لا نبی بعدی اور حدیث انی آخر الانبیاء کا مفہوم باطل ہو جاتا ہے۔ اور گویا سرورِ کائنات فخرِ موجودات حضرت خاتم النبیین ﷺ کی نبوت کا دور ختم کر کے ایک نئے مذہب اور نئے سلسلۂ رسالت کی داغ بیل ڈالی جا رہی ہے۔ یہ رسالہ اسی سر تا پا الزام اور سراسر بے بنیاد اتہام کو دور کرنے کی غرض سے لکھا گیا ہے [۲۱]

کتاب ختمِ نبوت کی حقیقت کا منہج

اس رسالہ میں مرزا بشیر احمد نے مسئلہ ختمِ نبوت، حضرت عیسیٰ علیہ السلام، امام مہدی اور خلافت کو درج ذیل ذرائع سے پیش کیا ہے۔

۲۱۔ بشیر احمد، ختمِ نبوت کی حقیقت (رسول پاک ؐ کا عدیم المثال مقام) نظارت نشر و اشاعت، قادیان، ۲۰۰۶ء: ص ۳۔

۱۔ قرآنی آیات ۲۔ احادیثِ نبویہ ۳۔ اقوالِ صحابہ، علماء وصلحاء ۴۔ عقلی استدلال ۵۔ عربی محاورات کا استعمال ۶۔ اختلافِ قرات اور لغت کا استعمال ۷۔ تاریخ سے استشہاد

کتاب ختم نبوت کی حقیقت کے مصادر و مراجع

مرزا بشیر احمد نے جن مصادر و مراجع کی طرف رجوع کیا ہے وہ درج ذیل ہیں

۱۔ قرآن مجید
۲۔ صحیح بخاری
۳۔ صحیح مسلم
۴۔ سنن ابوداؤد
۵۔ سنن ابن ماجہ
۶۔ مسند احمد
۷۔ مشکوۃ المصابیح
۸۔ فتح الباری
۹۔ جامع الصغیر
۱۰۔ حمامۃ البشریٰ
۱۱۔ الحکم

کتابِ مذکور کا تنقیدی و تجزیاتی مطالعہ

اس رسالہ میں مرزا بشیر نے اپنے مذموم عقائد کو ثابت کرنے کے لیے جن غلطیوں کا ارتکاب کیا ہے ان میں سے چند کا ذکر درج ذیل ہے۔

۱۔ نبوت کی غلط تقسیم

مرزا بشیر احمد نبوت کی اقسام بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں

الغرض نبوت تین قسم کی ہے، اور گو جیسا کہ خدا تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے مختلف نبیوں میں مدارج کا فرق ہوتا ہے۔ لیکن اصولاً تمام نبی ان تینوں قسموں کی نبوت میں سے ہی کسی نہ کسی قسم سے تعلق رکھتے ہیں۔

۱۔ اول تشریعی نبوت یعنی ایسی نبوت جس کے ساتھ کسی نئی شریعت کا نزول ہو جیسا کہ مثلاً حضرت موسیٰ علیہ السلام یا ہمارے آں حضرت ﷺ کی نبوت تھی۔ ایسی نبوت بعض اوقات حقیقی نبوت کے نام سے یاد کی جاتی ہے۔ اور یہ نام اسے اس لیے دیا گیا ہے کہ نبوت کے ہر سلسلہ کا آغاز تشریعی نبوت سے ہی ہوتا ہے۔ اور باقی دونوں قسم کی نبوتیں اس کے پیچھے آتی ہیں۔ پس اگر غور کیا جائے تو دراصل تشریعی نبوت ہی حقیقی نبوت کا نام پانے کی مستحق ہے۔

۲۔ غیر تشریعی مستقل نبوت یعنی ایسی نبوت جس کے ساتھ کوئی نئی شریعت تو نہیں ہوتی۔ مگر ویسے وہ ایک مستقل نبوت ہوتی ہے۔ جو براہِ راست خدا کی طرف سے ملتی ہے۔ اور اس میں کسی سابقہ نبی کی فیض رسانی کا دخل نہیں ہوتا۔ جیسا کہ مثلاً حضرت داؤد اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام کی نبوت تھی، جو موسوی شریعت کے خادم تو بے شک تھے مگر ان کی نبوت میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی فیض رسانی کا کوئی دخل نہیں تھا۔ بل کہ انھوں نے براہِ راست مستقل حیثیت میں نبوت کا انعام پایا تھا۔ یہ نبوت مستقل نبوت کے نام سے موسوم ہوتی ہے کیوں کہ مستقل سے مراد ایسی چیز ہے جو کسی دوسری چیز کے سہارے کے بغیر خود اپنی ذات میں قائم ہو۔

۳۔ تیسرے غیر تشریعی ظلی نبوت جو کسی سابقہ نبی کی اتباع میں اور اس سے نور پاکر اور اس میں فنا ہو کر ظلی صورت میں ملتی ہے، جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام بانی سلسلہ احمدیہ کی نبوت تھی، جو آپ نے آں حضرت ﷺ کی شاگردی میں حاصل کی۔ یہ نبوت ظلی نبوت کہلاتی ہے اور ایسا نبی اگر ایک جہت سے نبی کہلاتا ہے تو دوسری جہت سے وہ امتی بھی ہوتا ہے۔[۲۲]

نبوت کی تیسری قسم مرزا بشیر احمد نے خود ہی ایجاد کرلی ہے۔ جس کا ذکر نہ تو قرآن میں ہے نہ حدیث میں اور نہ ہی اجماعِ صحابہ واجماعِ امت میں۔

جماعتِ احمدیہ کا عقیدۂ ختمِ نبوت

مرزا بشیر احمد اپنے اس رسالے میں جماعتِ احمدیہ کے عقیدۂ ختمِ نبوت کے بارے میں یوں رقمطراز ہیں

> جماعتِ احمدیہ کا عقیدہ یہ ہے آں حضرت ﷺ کے بعد پہلی دو قسموں کی نبوتوں کا دروازہ تو کلی طور پر بند ہو چکا ہے یعنی اب نہ تو کوئی صاحبِ شریعت نبی آسکتا ہے کیوں کہ

۲۲۔ ایضاً: ص ۱۳۔ ۱۴۔

آں حضرت ﷺ کی شریعت آخری شریعت ہے اور نہ بغیر شریعت کے ہی کوئی ایسا نبی آسکتا ہے جس نے مستقل حیثیت میں آں حضرت ﷺ کی نبوت سے آزاد رہ کر نبوت پائی ہو۔ کیوں کہ اس میں ہمارے رسول ﷺ کی نبوتِ تامہ کاملہ کی ہتک ہے کہ کوئی شخص آپ ﷺ کے فیض سے باہر رہ کر نبوت کے کمالات کا وارث بنے۔ مگر تیسری قسم کا نبی جو ظلی اور امتی نبی کہلاتا ہے وہ آں حضرت ﷺ کی اتباع سے اور آپ ﷺ کے فیض سے فیض پاکر اور آپ ﷺ کے نور سے منور ہوکر آپ ﷺ کی غلامی میں نبوت کا مقام حاصل کر سکتا ہے۔ کیوں کہ اس میں آں حضرت ﷺ کی نبوتِ تامہ کاملہ کی ہتک نہیں۔ بل کہ آپ ﷺ کی نبوت کا کمال ثابت ہوتا ہے۔ (۲۳)

مرزا بشیر نے اپنے رسالہ کے صفحہ نمبر چھ پر خلافت سے متعلق اپنے نظریات بیان کرتے ہوئے قرآن مجید کی یہ آیت بطورِ دلیل بیان کی ہے

وَعَدَاللّٰہُ الَّذِینَ آمَنُوا مِنكُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُم فِي الأَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِينَهُمُ الَّذِي ارْتَضَى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ أَمْنًا يَعْبُدُونَنِي لَا يُشْرِكُونَ بِي شَيْئًا وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذَٰلِكَ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ (۲۴)

یعنی اے امتِ محمدیہ کے لوگو! اللہ تعالیٰ تم میں سے کامل ایمان رکھنے والوں اور اعلیٰ اعمال بجالانے والوں کے ساتھ وعدہ کرتا ہے کہ وہ انھیں اسی طرح دنیا میں خدمتِ دین کے لیے خلفاء مقرر کرے گا جس طرح کہ اس نے تم سے پہلے نبیوں کی قوموں میں خلفاء مقرر کیے۔ اور اللہ تعالیٰ ان خلفا کے ذریعہ اس دینِ اسلام کو جو اس نے ان کے لیے پسند کیا ہے دنیا میں مضبوط و مستحکم کر دے گا۔ اور ان کی خوف کی حالت کو امن کی حالت سے بدل دے گا۔ یہ خلفاء خالص میری ہی عبادت کریں گے اور میرے ساتھ کسی چیز کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے مگر اس انتظام کے ہوتے ہوئے بھی جو شخص انکار اور ناشکری کا راستہ اختیار کرے گا وہ خدا کے نزدیک بد عہد سمجھا جائے گا۔ (۲۵)

۲۳۔ ایضاً: ۱۴۔۱۵

۲۴۔ النور: ۵۵

۲۵۔ ختم نبوت کی حقیقت: ص ۶

دوسرے الفاظ میں مرزا بشیر احمد کے نزدیک اس آیت میں خلفاء سے مراد مرزا غلام احمد اور انکے خلفاء ہیں۔

مرزا بشیر احمد نے اس آیت کا ترجمہ کرتے ہوئے معنوی تحریف سے کام لیا ہے۔ اور ایسا مفہوم بیان کیا ہے جو متقدمین میں سے کسی نے اختیار نہیں کیا۔

اسی طرح امام مہدی کے حوالے سے وہ درج ذیل آیت پیش کرتے ہیں

هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الأُمِّيِّينَ رَسُولاً مِّنْهُمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِنْ كَانُوا مِنْ قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُبِين وَآخَرِينَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوا بِهِمْ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ (۲۶)

یعنی خدا نے عربوں میں انہیں میں سے اپنا ایک رسول بھیجا ہے جو انہیں خدا کی آیات پڑھ کر سناتا ہے اور انہیں پاک وصاف کرتا اور کتاب وحکمت کی باتیں سکھاتا ہے اگرچہ اس سے قبل وہ کھلی گمراہی میں پڑے ہوئے تھے اور ایک دوسری جماعت بھی انہیں کے ساتھ کی ہے جس کی یہ ہمارا رسول (اپنے ایک ظل اور بروز کے ذریعے) تربیت فرمائے گا مگر یہ جماعت ابھی تک دنیا میں ظاہر ہو کر صحابہ کی جماعت سے نہیں ملی۔ لیکن آئندہ ایک زمانہ میں ضرور ظاہر ہو جائے گی۔ (۲۷)

اس آیت میں معنوی تحریف سے کام لیتے ہوئے مرزا بشیر احمد یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ مہدی سے مراد مرزا غلام احمد قادیانی ہے اور آیت مذکورہ میں وَآخَرِينَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوا بِهِمْ سے مراد جماعتِ احمدیہ ہے۔

الغرض مرزا بشیر احمد نے اپنی کتب سیرت میں جماعت احمدیہ کے باطل عقائد و نظریات کو ثابت کرنے کی بھرپور کوشش کی ہے۔ اور اس کے لیے قرآن، حدیث اور بنیادی کتب سیرت سے غلط استشہاد کر کے اپنی بات کو غیر محققانہ انداز میں پیش کیا ہے۔ جو کہ ایک سیرت نگار کو بالکل زیب نہیں دیتا۔

۲۶۔ سورۃ الجمعہ: ۲،۳

۲۷۔ ختم نبوت کی حقیقت: ص ۶